سوال

(37) کمپنی سے ملنے والی رقم پر زکوۃ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں کافی دنوں تک سعودی عرب کے ایک فارم میں ملازم تھا مگر کسی مجبوری کے پش نظر نوکری چھوڑ کر وطن آگیا اور صورت حال یہ ہے کہ جس کمپنی میں ملازم تھا اس کمپنی میں میرے نوے ہزار کی رقم جمع تھی جس کو کئی سال کا عرصہ ہوگیا اب اس اگست 1989 کے مہینے میں وہ نوے ہزار کی رقم آگئی ہے تو آں محترم سے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اب اس رقم پر زکوۃ واجب الادہے یا نہیں؟

اگر ہے تو کس حساب سے؟

اور نہیں ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

کمپنی کی ملازمت چھوڑنے کے کئی سال بعد اس کمپنی کی طرف سے آپ کے نام جو رقم نوے ہزار کی آئی ہے آپ نے اس آمد رقم کی بابت کوئی تفصیل نہیں لکھی کہ وہ کس نوعیت کی ہے۔

وہاں کام کرنے کے زمانے میں کمپنی ہر ماہ آپ کی تنخواہ سے ایک معین مقدار وضع کر کے آپ کے کھاتے میں جمع کرتی رہی ہے تاآنکہ وہ نوے ہزار تک پہنچ گئی اور اب کمپنی نے اسے آپ کے یہاں بھیج دیا ہے اگر مذکورہ رقم کی نوعیت یہی ہے تو آپ اس پوری رقم کے مالک ہیں البتہ اس سے پہلے اسے وصول نہیں کر سکتے اور نہ اس میں کسی قسم کا کوئی تصرف اور نہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکتے تھے۔

اس رقم کی دوسری نوعیت یہ ہوسکتی کہ آپ کی کٹوتی کی کل رقم آمدہ رقم نوے ہزار ار کا مثلا دو تہائی ہو اور بقیہ ایک تہائی کمپنی نے آپ کے ی حسن کارکردگی کی وجہ سے بطور انعام دی ہو۔ اگر مذکورہ آمدہ رقم کی نوعیت یہ ہے تو آپ انعام والی رقم کے اس کی وصول ہی کے دن مالک ہوئے بخلاف کٹوتی والی رقم کے کہ ے پ شروع ہی سے ہر جمع ہونے والی رقم کے مالک رہے گو اس میں تصرف نہیں کر سکتے تھے۔

مذکورہ آمدہ رقم نورے ہزار کی تیسری نوعیت یہ ہوسکتی ہے کہ آپ کی تنخواہ سے کمپنی ہر ماہ کٹوتی کر کے جو رقم آپ کھاتے میں جمع کرتی رہی ہے کمپنی نے اس پر اتنا سود دیا ہو کہ کل

مجموعی رقم نوے ہزارتک پہنچ گئی ۔ اگر واقعہ یہی ہے تو آپ اس صورت میں صرف کٹوتی والی رقم کے مالک ہیں اور سود والی رقم کے مالک نہیں اور آپ کےلئے اس سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز ہے ۔

تینوں صورتوں میں آپ کی اصل رقم یعنی : کٹوتی والی شرعاً زکوۃ واجب ہے یانہیں ؟ اورکیا مال ضمار کے حکم میں ہے ؟ اورضمار کا کیا معنی مفہوم ہے ؟ اور ضمار مال میں شرعاً زکوۃ ہے یا نہیں اورکیا وہ مال ضمار کے حکم میں ہے ؟ اورضمار کا کیا معنی ومفہوم ہے ؟ اورضمار مال میں شرعاً زکوۃ ہے یانہیں ؟ اوراگر اس میں زکوۃ واجب ہے توصرف وصولی کے سال کی تمام گزشتہ سالوں کی ؟ پہلے ضمار کے معنے معلوم کیجئے

ابن الاثیر الجزری النہایۃ فی غریب الحدیث (3/100) میں لکھتے ہیں :

المال الضمار : الغائب الذی لایرجی واذارجی فلیس بضمار من اضمرت الشئ : اذا غیبتہ فعال بمعنی فاعل او مفعل انتہی

اورشاہ ولی اللہ دہلوی مصفی شرح فارسی موطا امام مالک میں لکھتے ہیں :

الضمار : ما یتعذر وصولہ کما لمغضوب والضال والمجود انتہی معربا

ان عبارتوں سے معلوم ہواکہ مال ضمار غائب ہےجسے کے ملنے اوروصول ہونے کی امید نہ ہو۔ مثلا : جس کے پاس وہ مال ہے وہ اتنا تنگ دست اور مفلس ہے کہ اپنے مال کا قرض ادا کرنے کی بوجہ تنگ دستی ومفلسی کے قدرت ہی نہیں رکھتا یا قرضدار قرض کا اقرار واعتراف نہیں کرتا اور اصل مالک کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے یا کسی نے غصب کرلیا ہے یا وہ گم ہوگیا ہے یا چرالیا گیا ہاے ۔

اورمال ضمار میں زکوۃ کے وجوب وعدم وجوب کے بارے میں فقہاء کے تین قول ہیں : ایک : یہ کہ اس کی وصوب کے بعد تمام گزشتہ سالوں کی زکوۃ دینی ہوگی امام شافعی کا اظہر القولین یہی ہے ۔ اوراس بارے میں دوسرا قول : یہ ہے کہ مال ضمار میں زکوۃ واجب نہیں ہے یہی مذہب حنفیہ کا ہے اوراس بارے میں تیسرا قول یہ ہے کہ مال ضمار میں صرف ایک سال یعنی وصول کے سال کی زکوۃ دینی ہوگی ۔

شاولی اللہ صاب المسوی شرح الموطا 1/227 میں لکھتے ہیں :

اظہر قولی الشافعی أن فی الضمار والدین المؤجل والمتعذر أخذہ ان یجب فیہ اذوجد للاحوال کلہا وقال مالک علیہ زکوۃ حول واحد مثل قول عمر بن عبدالعزیز وعندابی حنیفۃ لاتجب الضمار انتہی

وفی المصفی : فی الضمار ثلاثۃ اقوال مشہورۃ : الاول : تجب الزکوۃ لجمیع السنین الماضیۃ اذارجع الی صاحبہ والثانی : لاتجب مطلقا والثالث تجب لسنہ واحدۃ قال : ومنظور الاول ظہور الملک ومنظور الثانی : تعطل النماء ومنظور الثالث : خوف لاجحاف اذاوجبت لجمیع السنین انتہی معربا من الفارسیۃ

وقال ابن قدامہ

الضَّرْبُ الثَّانِي، أَنْ يَكُونَ عَلَى مُعْسِرٍ، أَوْ جَاحِدٍ، أَوْ مُمَاطِلٍ بِهِ فَهَذَا هَلْ تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ؟ عَلَى رِوَايَتَيْنِ؛ إحْدَاهُمَا، لَا تَجِبُ، وَهُوَ قَوْلُ قَتَادَةَ، وَإِسْحَاقَ، وَأَبِي ثَوْرٍ، وَأَهْلِ الْعِرَاقِ؛ لِأَنَّهُ غَيْرُ مَقْدُورٍ عَلَى الِانْتِفَاعِ بِهِ، أَشْبَهَ مَالَ الْمُكَاتَبِ

وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ، يُزَكِّيهِ إذَا قَبَضَهُ لِمَا مَضَى وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَأَبِي عُبَيْدٍ، لِمَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - فِي الدَّيْنِ الْمَظْنُونِ، قَالَ : إنْ كَانَ صَادِقًا، فَلْيُزَكِّهِ إذَا قَبَضَهُ لِمَا مَضَى وَرُوِيَ نَحْوُهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَوَاهُمَا أَبُو عُبَيْدٍ وَلِأَنَّهُ مَمْلُوكٌ يَجُوزُ التَّصَرُّفُ فِيهِ، فَوَجَبَتْ زَكَاتُهُ لِمَا مَضَى، كَالدَّيْنِ عَلَى الْمَلِيءِ

وللشّافعيّ قوْلانِ كالرّوايتيْنِ ، وعنْ عُمر بْن عبْدِ الْعزِيزِ، والْحسنِ ، واللّيْث ، والْأوْزاعيّ ، ومالِكٍ يُزكّيه إذا قبضهُ لِعامٍ واحِدٍ

والْحُكْمُ فِي الْمغْصُوبِ والْمسْرُوقِ والْمجْحُودِ والضّالّ واحِدٌ ، وفِي جمِيعِهِ رِوايتانِ ؛ إحْداهُما ، لا زكاة فِيهِ

نقلها الْأثْرمُ ، والْميْمُونِيّ ومتى عاد صار كالْمُسْتفادِ ، يسْتقْبِلُ بِهِ حوْلًا وبِهذا قال أبُو حنِيفة ، والشّافِعِيّ فِي قدِيمِ قوْليْهِ ؛ لِأنّهُ مالٌ خرج عنْ يدِهِ وتصرُّفِهِ ، وصار ممْنُوعًا مِنْهُ ، فلمْ يلْزمْهُ زكاتُهُ ، كمالِ الْمُكاتبِ والثّانِيةُ ، عليْهِ زكاتُهُ ؛ لِأنّ مِلْكهُ عليْهِ تامٌّ ، فلزِمتْهُ زكاتُهُ ، كما لوْ نسِي عِنْد منْ أوْدعهُ ، أوْ كما لوْ أُسِر ، أوْ حُبِس ، وحِيل بيْنهُ وبيْن مالِهِ ، وعلى كِلْتا الرِّوايتيْنِ لا يلْزمُهُ إخْراجُ زكاتِهِ قبْل قبْضِهِ

وقال فی الهدایة :

وقال مالِكٌ : إذا قبضهُ زكّاهُ لِحوْلٍ واحِدٍ ؛ لِأنّهُ كان فِي ابْتِداءِ الْحوْلِ فِي يدِهِ ، ثُمّ حصل بعْد ذلِك فِي يدِهِ ، فوجب أنْ لا تسْقُط الزّكاةُ عنْ حوْلٍ واحِدٍ

ولنا قول علی رضی اللہ عنہ لا زکاۃ فی مال الضمار انتہی

ہمارے نزدیک اس بارے میں راجح قول یہ ہے کہ مال ضمار میں زکوۃ واجب نہیں ہے نہ گزشتہ سالوں کی نہ صرف ایک سال کی بلکہ وصولی کے بعد جب اس پر ایک سال گذر جائے تب اس میں زکوۃ واجب ہوگی جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے۔

جس کمپنی میں آپ ملازم تھے اگر اس یہ دستور ہے کہ ملازمین کو نوکری چھوڑنے کے بعد کٹوتی کے ذریعہ ان کی جمع شدہ رقم دیر سویر ضرورت دیتی ہے اور ملازمین کو اس دستور کی بنا پر جمع شدہ رقم ملنے کی پوری امید ہوتی ہے اور ملتی بھی ہے تو ایسی صورت میں آپ کی وصول ہونے والی یہ رقم مال ضمار کی قسم سے نہیں ہے۔ آپ کو تمام گذشتہ سالوں کی زکوۃ دینی ہوگی۔ اور اگر کمپنی کا یہ عام دستور نہیں ہے اور تمام ملازمین کو جمع شدہ رقم کے ملنے کی امید نہیں ہوتی تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہے اگر کمپنی کسی ملازم کو جمع شدہ رقم خلاف امید دے دے تو اسے اس کی زکوۃ نہیں دینی ہوگی آئندہ جب اس رقم پر ایک سال گزر جائے گا تب زکوۃ دینی ہوگی۔ مکاتیب

کرایہ اور بھاڑے والے مکان یا دوکان سے جو کرایہ کی آمدنی حاصل ہوا اپنی ذاتی یا اس کی مرمت خرچ کرنے کے بعد جب یہ آمدنی نصاب شرعی کے برابر بچ رہے اور اس دن سے اس کا نصاب پورا سال گذر جائے تب اس ک نصاب کی زکوۃ ادا کرنی لازم ہوگی یعنی : کرایہ کی آمدنی کی زکوۃ اسی وقت لازم ہوگی جب وہ خرچ واخراجات کے بعد نصاب کرے برابر رہ جائے اور اس نصاب پورا ایک سال گذر جائے۔ نصاب سے کم میں یا نصاب پر پورا سال گزرنے سے پہلے زکوۃ نہیں ہوگی واللہ اعلم

مکاتیب گنے اور زمین کی دیگر پیاوار میں عشر کا مسئلہ

گنے میں وجوب عشر کے لئے نصاب کی نوعیت اور کیفیت پر کلام کرنے کے ضمن میں ان امور پر غور کرنا مناسب اور مفید ہے :

1 : گنے میں عشر ہے یا نہیں؟

2 : اگر اس میں عشر ہے تو اس کے لئے نصاب کی رعایت ضروری ہے یا نہیں؟

3 : اگر نصاب کی رعایت لازم ہے گڑیا راب کے اعتبار سے نصاب ملحوظ و معتبر ہوگا یا نفس گنے میں اور گڑیا راب کا لحاظ نہیں کیا جائے گا ظ

4 : اور اگر نفس گنے میں ہی بغیر گڑیا راب کا لحاظ کئے ہوئے نصاب ملحوظ ہے تو کسی طرح؟ یعنی : خود اس کے وزن کے اعتبار سے یا اشیاء مصوصہ اربعہ میں کسی ایک نصاب کی قیمت کے اعتبار سے؟

میرے نزدیک گنے میں عشر واجب ہے بلکہ زمین کی تمام پیداوار میں جس کو آدمی کاشت کر کے زمین سے حاصل کرے (خواہ وہ از قسم اقوات ہو یا از قسم ادم۔ از قسم خضراوات ہو یا از قسم فواکہ۔ مدخر مکیل ہو یا غیر مکیل) عشر لازم ہے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَنفِقُواْ مِن طَيِّبَٰتِ مَا كَسَبۡتُمۡ وَمِمَّآ أَخۡرَجۡنَا لَكُم مِّنَ ٱلۡأَرۡضِ ... ٢٦٧ ... سورة البقرة

اور یہ معلوم ہے کہ زکوۃ کو انفاق کے ساتھ تعبیر کیا جاتا چنانچہ ارشاد ہے :

عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلَّذِينَ يَكۡنِزُونَ ٱلذَّهَبَ وَٱلۡفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ ٣٤ ... سورة التوبة

دلیل ثانی : وَهُوَ ٱلَّذِيٓ أَنشَأَ جَنَّٰتٖ مَّعۡرُوشَٰتٖ وَغَيۡرَ مَعۡرُوشَٰتٖ وَٱلنَّخۡلَ وَٱلزَّرۡعَ مُخۡتَلِفًا أُكُلُهُۥ وَٱلزَّيۡتُونَ وَٱلرُّمَّانَ مُتَشَٰبِهٗا وَغَيۡرَ مُتَشَٰبِهٖۚ كُلُواْ مِن ثَمَرِهِۦٓ إِذَآ أَثۡمَرَ وَءَاتُواْ حَقَّهُۥ يَوۡمَ حَصَادِهِۦ... ١٤١ ... سورة الانعام

قال مالک فی الوطا : اَن ذلک الزکاۃ واللہ اَعلم

وری البیھقی باَسانیدہ : عن ابن عباس فی تفسیر قولہ تعالیٰ : وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ : العشر ونصف العشر

2 : وعن انس وطاوس وجابر بن زید قالو : الزکوۃ المفروضۃ قال البیھقی : ویذکر نحو ہذا عن سعید بن المسیب و عن محمد بن الحنفیہ ومالک بن انس انتہی

وقال الرازی : اختلفو فی تفسیرہ علی ثلثۃ اقوال : یرید بہ العشر ونصفہ "والثانی نَّ ہٰذَا حَقٌّ فِي الْمَالِ سِوَى الزَّكَاةِ ثم ذکر من اختار ہذا القول – ثم قال : والثالث : أَنَّ ہٰذَا كَانَ قَبْلَ وُجُوبِ الزَّكَاةِ فَلَمَّا فُرِضَتِ الزَّكَاةُ نُسِخَ ہٰذَا وَہٰذَا قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْأَصَحُّ ہُوَ الْقَوْلُ الْأَوَّلُ وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ أَنَّ قَوْلَهُ تَعَالَى : وَآتُوا حَقَّهُ إِنَّمَا يَحْسُنُ ذِكْرُهُ لَوْ كَانَ ذَلِكَ الْحَقُّ مَعْلُومًا قَبْلَ وُرُودِ ہٰذِهِ الْآيَةِ لِئَلَّا تَبْقَى ہٰذِهِ الْآيَةُ مُجْمَلَةً

وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ/وَالسَّلَامُ : «لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ»

فَوَجَبَ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِہٰذَا الْحَقِّ حَقَّ الزَّكَاةِ

قال الجصاص : وروی ہذا القول عن جابر بن زید و محمد بن الحنفیہ وزید بن اسلم وقتادہ انتہی

وبسط فی ترجیحہ بدالائل ثم قال : وَلَمَّا ثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ : { وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ } ہُوَ الْعُشْرُ، دَلَّ عَلَى وُجُوبِ الْعُشْرِ فِي جَمِيعِ مَا تُخْرِجُهُ الْأَرْضُ إلَّا مَا خَصَّهُ الدَّلِيلُ ; لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ ذَكَرَ الزَّرْعَ بِلَفْظٍ عُمُومٍ يَنْتَظِمُ لِسَائِرِ أَصْنَافِهِ، وَذَكَرَ النَّخْلَ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ ثُمَّ عَقَّبَهُ بِقَوْلِهِ : { وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ } وَہُوَ عَائِدٌ إلَى جَمِيعِ الْمَذْكُورِ، فَمَنْ ادَّعَى خُصُوصَ شَيْءٍ مِنْهُ لَمْ يُسَلَّمْ لَهُ ذَلِكَ إلَّا بِدَلِيلٍ، فَوَجَبَ بِذَلِكَ إيجَابُ الْحَقِّ فِي الْخُضَرِ وَغَيْرِہَا وَفِي الزَّيْتُونِ وَالرُّمَّانِ انتہی-

وقال الرازی قولہ تعالی :

قَوْلُهُ تَعَالَى : وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ بَعْدَ ذِكْرِ الْأَنْوَاعِ الْخَمْسَةِ وَہُوَ الْعِنَبُ وَالنَّخْلُ وَالزَّيْتُونُ وَالرُّمَّانُ يَدُلُّ عَلَى وُجُوبِ الزَّكَاةِ فِي الْكُلِّ وَہٰذَا يَقْتَضِي وُجُوبَ الزَّكَاةِ فِي الثِّمَارِ كَمَا كَانَ يَقُولُهُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

فَإِنْ قَالُوا : لَفْظُ الْحَصَادِ مَخْصُوصٌ بِالزَّرْعِ فَنَقُولُ : لَفْظُ الْحَصْدِ فِي أَصْلِ اللُّغَةِ غَيْرُ مَخْصُوصٍ بِالزَّرْعِ وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ أَنَّ الْحَصْدَ فِي اللُّغَةِ عِبَارَةٌ عَنِ الْقَطْعِ وَذَلِكَ يَتَنَاوَلُ الْكُلَّ وَأَيْضًا الضَّمِيرُ فِي قَوْلِهِ : حَصَادِهِ يَجِبُ عَوْدُهُ إِلَى أَقْرَبِ الْمَذْكُورَاتِ وَذَلِكَ ہُوَ الزَّيْتُونُ وَالرُّمَّانُ فَوَجَبَ أَنْ يَكُونَ الضَّمِيرُ عَائِدًا إِلَيْهِ

دلیل ثالث : فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر (صحیحن وغیرہ) وما بمعنی الذي ہو من اَلفاظ العموم فنحملہ علی عمومہ إلا ماخصہ الدلیل والادلیل علی

استثناء الخضر والقطان والفواکہ والثمار

دلیل رابع : لیس فی حب ولا ثمر صدقۃ حتی یبلغ خمسۃ اَوسق (مسلم)

لفظ حب اور ثمر قسم کے حبوب اور پھل کو عام ہے پس خضراوات وغیرہ مستثنی کرنا صحیح نہیں ہے ۔ جو لوگ صرف اشیاء منصوصہ (تمر / زبیب / حنطہ / شعیر) میں عشر واجب مانتے ہیں ۔ (ابن عمر ابو موسی اشعری موسی بن طلحہ حسن بصری ابن سیرین شعبی حسن بن صالح ابن ابی لیلی ابن المبارک ابو عبید القاسم بن سلام سفیان ثوری امیر یمانی علامہ شوکانی) حسب ذیل احادیث وآثار سے احادیث وآیات مذکورہ کے عموم کی تخصیص کرتے ہیں :

عَنْ أَبِي مُوسَى، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، حِينَ بَعَثَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ يُعَلِّمَانِ النَّاسَ أَمْرَ دِينِهِمْ «لَا تَأْخُذُوا الصَّدَقَةَ إِلَّا مِنْ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ، الشَّعِيرِ، وَالْحِنْطَةِ وَالزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ»

وقال الحاکم : اسنادہ صحیح

وقال الحافظ فی التلخیص 1/178 : قال البیہقی : رجالہ ثقات وسندہ متصل وکذا عزاہ الشوکانی فی النیل والا میر لا الیمانی فی السبل وقال الہیثمی فی مجمع الزوائد بعد ذکر الحدیث : رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح وقال العلامۃ القنوجی فی دلیل الطالب : طبرانی کفتہ رواتہ ثقات وہو متصل انتہی

وقال االذہبی فی التلخیص 1/401 : صحیح وقال الحافظ فی الدرایۃ ص 164 : ہو امثل ما فی الباب

میرے نزدیک یہ حدیث بچند وجوہ صحیح نہیں ہے :

وجہ اول : اس کی سند میں طلحہ بن یحیی ہیں اور وہ مختلف فیہ ہیں ۔ قال الحافظ فی الدرایۃ : وفی الاسناد طلحہ بن یختلف فیہ

وجہ ثانی : سند میں اضطراب ہے ۔ بعض تلامذہ سفیان نے اس کو مرفوعا روایت کیا ہے اور بعض نے موقوفا چنانچہ بیہقی میں ہے :

عن اَبي موسی الاشعري ومعاذ حین بعثا الی الیمن لم یاخذا الا من الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب

قال الزیلعی فی نصب الرایہ 2/389 : قال الشیخ فی الامام : وہذا غیر صریح فی الرفع انتہی اور الاشجعی عن سفیان الثوری عن طلحۃ ابی بردۃ کی اس موقوف روایت کی تائید دوسری روایت سے ہوتی ہے ۔

روی البیہقی من طریق وکیع عن طلحۃ بن یحیي عن ابی بردۃ عن ابی موسی الاشعري انہ لما اتی الیمن لم یاخذہ الصدقۃ الا من الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب

معلوم ہوا کہ صرف ان چار چیزوں سے عشر لینا ان دونوں صحابیوں کا فعل تھا ۔

وجہ ثالث : ابو عبید قاسم بن سلام الہروی کتاب الاموال ص : 470 میں اس حدیث کی طرف یوں اشارہ کرتے ہیں :

وقد روی مثلہ عن ابی موسی الاشعری ایضا یروی ذلک عن سفیان عن طلحۃ بن یحیی عن ابی بردۃ عن ابی موسی الاشعری انتہی لیکن اس مذہب کی ترجیح کی بناء اس حدیث کو نہیں قرار دیتے بلکہ لکھتے ہیں : فکان حدیث موسی بن طلحہ (الذی یاتی) مع ہذا وان لم یکن مسند لنا اماما مع اتبعہ من الصحابۃ والتابعین اذلم نجد عن النبی ﷺ ما ہو اَثبت منہ واتم اسنادہ یردہ

معلوم ہوا کہ ابو موسی اشعری کی یہ حدیث اگر صحیح ہوتی جیسا کہ امام حاکم نے دعوی کیا ہے تو وہ مذہب کی بنا اس حدیث مسند صحیح کی بجائے حدیث منقطع یا مرسل پر نہ رکھتے ۔ فافہم

امام حاکم کی تساہل فی الصحیح مشہور ہے اس لئے اس حدیث کے بارے میں ان کا یہ کہنا : اسنادہ صحیح چنداں وزن دار نہیں ہے رہ گئی امام ذہبی کی تصحیح تو بظاہر اس کی بناء ان

کے نزدیک رواۃ کے قابل وثوق ہونے پر ہے چنانچہ بعض اوقات ائمہ حدیث محض رواۃ کی ثقاہت کی بناء پر حدیث کے صحیح یا حسن ہونے کا حکم لگادیتے اور یہ معلوم ہے کہ رواۃ کی ثقاہت متن کی صحت کو مستلزم نہیں ہے اور بیہقی کا یہ قول : رواتہ ثقات وسند متصل سنن کبری میں مجھ باوجود تتبع کے نہیں ملا۔ نہ معلوم حافظ نے اوران کی تقلید میں امیر یمانی اورشوکانی نے یہ قول کہاں سے نقل کیا ہے! علامہ قنوجی نے دلیل الطالب میں اس قول کوطبرانی کی طرف منسوب کیا ہے! اب نہ معلوم حافظ سے تسامح ہوا ہے یا علامہ قنوجی سے!! بھر کیف جس قول بھی ہواتصال سند ثقاہت رواۃ یا رواۃ سند کا رجال صحیح سے متن کی صحت کو مستلزم نہیں ہے۔

اوراگر یہ حدیث صحیح بھی ہوجائے تب بھی اشیاء اربعہ منصوصہ میں حصر کی دلیل نہیں بن سکتی کیوں کہ اس کا حصر اضافی ہے یعنی : بہ نسبت خضراوات کے ہے حصر حقیقی نہیں ہے۔ کمال یدل علیہ حدیث موسی بن طلحہ عن معاذالذي اخرجہ الحاکم وفیہ : انما یکون ذلک فی التمر والحنطۃ والحبوب فاما القثاء والبطیخ الخ (وسیأتی)

دلیل ثانی : عن عمرو بن عثمان عن موسی بن طلحہ قال : عندنا کتاب معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ انما اخذاالصدقۃ من الحنطۃ والشعیر والزبیب والتمر اخرجہ ابو عبید فی کتاب الاموال ص : 768 والحاکم فی المستدرک 1/401 وقال : ہذا حدیث قد احتج رواتہ ولم یخرجاہ وموسی بن طلحہ تابعی کبیر لم ینکر لہ انہ یدرک ایام معاذ انتھی واخرجہ ابن ابی شیبہ ایضا

دلیل ثالث : عَنْ عَمِّهِ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ, عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ, أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْبَعْلُ وَالسَّيْلُ الْعُشْرُ, وَفِيمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ, يَكُونُ ذَلِكَ فِي التَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالْحُبُوبِ». [ص : 481], فَأَمَّا الْقِثَّاءُ وَالْبِطِّيخُ وَالرُّمَّانُ وَالْقَصَبُ وَالْخَضِرُ فَعَفْوٌ عَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : واخرجہ الدارقطنی 2/97 والطبرانی فی معجمہ والحاکم فی مستدرکہ 1/40 وقال حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ : والبیہقی فی السنن الکبری

دلیل : عن محمد بن عبید العزرمی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال : انما سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الزکوۃ فی ہذہ الخمسۃ : الحمنطۃ والشعیر والتمر والزبیب والذرۃ اخرجہ ابن ماجہ والدارقطنی 2/94

یہ چاروں حدیثیں ضعیف ہیں : پہلی حدیث منقطع ہے اوردوسری وتیسری ضعیف ومنقطع اورچوتھی بھی ضعیف ہے۔

قال صحاب التنقیع : وفی تصحیح الحاکم لہذا الحدیث أی حدیث اسحق بن یحیی بن طلحۃ بن عبید اللہ عن عمہ موسی بن طلحہ عن معاذ بن جبل نظر فانہ حدیث ضعیف واسحق بن یحیی ترکہ أحمد والنسائی وقال ابن معین : لایکتب حدیثہ وقال البخاری : یتکلمون فی حفظہ قال القطانی : لاشبہ لاشیٔ وقال ابو زرعہ : موسی بن طلحہ بن عبیداللہ عن عمر مرسل ومعاذ توفی خلافہ فروایۃ موسی بن طلحہ عنہ أولی بالارسال وقد قیل انموسی، وُلِدَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّهُ سَمَّاهُ، وَلَمْ يَثْبُتْ، وَقِيلَ : إنَّهُ صَحِبَ عُثْمَانَ مُدَّةً، وَالْمَشْهُورُ فِي هَذَا مَا رَوَاهُ الثَّوْرِيُّ 1 عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ : عِنْدَنَا كِتَابُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ إنَّمَا أَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ الْحِنْطَةِ، وَالشَّعِيرِ، وَالزَّبِيبِ، وَالتَّمْرِ، انْتَهَى وَقَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ رحمہ اللہ فِي "الْإِمَامِ" : وَفِي الِاتِّصَالِ بَيْنَ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، وَمُعَاذٍ نَظَرٌ، فَقَدْ ذَكَرُوا أَنَّ وَفَاةَ مُوسَى سَنَةَ ثَلَاثٍ وَمِائَةٍ، وَقِيلَ : سَنَةَ أَرْبَعٍ وَمِائَةٍ، انْتَهَى

وقال الحافظ فی التلخیص : فی حدیث موسی عن معاذ ضعف وانقطاع انتہی وفی اسناد حدیث عمرو وعبداللہ بن عمر محمد بن عبیدالہ العزرمی وہو متروک وقال ابن عبدالبر : لم یلق موسی معاذا ولاادرکہ

دلیل : روی الدارقطنی عن جابر أنہ قال لم تکن المقائی فیما جاء بہ معاذ إنما أخذاالصدقۃ من البر والشعیر والتمر والزبیب الحدیث وفی سندہ عدی بن الفضل وہو متروک الحدیث

دلیل : عن خضیب عن مجاہد قال : لم تکن الصدقۃ فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إلا خمسۃ اشیاء الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب والذرۃ۔

دلیل : عمرو بن عبید عن الحسن قال یفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ إلا عشر أشیاء الإبل والبقر والغنم والذہب والفضۃ والحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب قال : ابن عیینۃ : أراہ قال : والذرۃ فی روایۃ ذکر السلف عوض الذرۃ

دلیل : ابو بکر بن عیاش عن الأجلع عن الشعبی قال : کتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی أہل الیمن : انما الصدقۃ فی الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب اخرج ہذہ الاحادیث

البیہقی4/129اوکلہا مراسیل وفی مرسل مجاہد خضیف وہو صدوق سیی الحفظ خلط باخرہ وفی مرسل الحسن عمرو بن عبید وہو متکلم فیہ علی ماقال الزیلعی فی نصب الرایۃ1/410وفی سند مرسل الشعبی ابو بکر بن عیاش وہو ثقۃ عابدالاعابدالاان لما کبر ساء حفظہ وکتابہ صحیح

دلیل : اَحادیث عدم وجوب العشرفی الخضراوات جوکم ازکم خضراوات میں عدم وجوب عشر پر دلالت کرتی ہیں لکن کلہا ضعیفۃ وقد ذکرہاالزیلعی مع بیان ضعفہافی نصب الرایۃ1/408فارجع الیہ تلک عشر کاملۃ)

اس پوری بحث سے معلوم ہواکہ قائلین حصر کی پیش کردہ احادیث وآثار ضعیف ہیں ۔ اس لئے حافظ زیلعی نصب الرایہ1/408میں لکھتے ہیں :

واما احادیث انما تجب الزکوۃ فی خمسہ کلہا خمسۃ کلہا مدخولہ وفی متنہا اضطراب انتہی

پس ان ضعیف احادیث وآثار سے کتاب اللہ کے عموم واطلاق کی تخصیص وتقیید کیوں کر درست ہوگی !!ہاں اگر یہ احادیث صحیح ہوتین (اگرچہ وہ آحاد ہیں اور متواتر ومشہور نہیں ہیں) تو بلاشبہ ان سے تخصیص درست ہوجاتی جس طرح خمسہ اوسق والی حدیث عمومات آیات واحادیث کی مخصص قرار دی گئی ہے ۔ پس میرے نزدیک علامہ شوکانی کا اس تخصیص کے جواز کے متعلق تائیدی کلام ناقابل التفات ہے ۔

وکذالایکفی لتخصیص ذلک العموم ماذکرہ ابوالولیدفی المنتقی وابن حزم فی المحلی ہذا ما عندی واللہ اعلم

وذہب ابن حزم الی وجوب الزکوۃ فی الحنطۃ والشعیر والمتر فقط واستثنی الزبیب وأجاب عن الاحادیث التی تدل علی وجوب الزکوۃ فی أربعۃ اشیاء (الحنطۃ والشعیر والتمر والزبیب)بحیث یضعف بہ استدلال من حصر الزکوۃ فی تلک الأربعۃ ثم تکلف لاثبات مذہبہ لم یات بدلیل قوی علیہ ان شئت الوقوف علیہ فارجع الی المحلی

اور جوائمہ عشر کواشیاء اربعہ میں حصر نہیں کرتے بلکہ خضراوات کو مستثنی کرکے مدخرومقتات پیداوار میں مانتے ہیں کما ذھب الیہ مالک واالشافعی یا مدخر مکیل میں مانتے ہیں اگرچہ قوت نہ ہوکما ذہب الیہ احمدان کے پاس ان مذہب پر کوئی صریح نص موجود نہیں ہے ۔ کما یظہر من کلام ابن رشدفی البدایہ وکلام الموفق فی المغنی2/3521وکلام ابی عبید القاسم بن سلام فی کتاب الاموال صرف اشارات اور تمثیلات واستنباطات اور استدلالات پر ان کی بنا ہے ۔

وہذاکماتری فلاعلینا لوترکنا ذکر استدلاتہم ثم الرد علیہم وقد کفانا ابن حزم فی الرد علیہم فارجع الی الحلی

دوسرا امر : یہ کہ گنے میں وجوب عشر کےلئے نصاب معتبر ہے یا نہیں ؟یعنی قلیل وکثیر میں مطلقا عشر فرض ہے یا معین مقدار میں ؟

سواس کے متعلق واضح ہوکہ جن علماء کے نزدیک زمین کی پیداوار میں فی الجملہ نصاب ملحوز ہے ۔ ان کے کئی گروہ ہیں :

ایک گروہ صرف اشیاء اربعہ منصوصہ میں نصاب معتبر ماتنا ہے ۔ باقی چیزوں میں نہیں ۔ علامہ شوکانی کہتے ہیں :

وحکی عیاض عن داودأن کل مایدخلہ الکیل یراعی فیہ النصاب ومالایدخل فیہ الکیل ففی قلیہ وکثیرہ الزکاۃ قال الشوکانی ہو نوع من االجمع انتہی (نیل اولاطار4/29)

وقال ابن حزم : وَقَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ دَاوُد بْنُ عَلِيٍّ، وَجُمْهُورُ أَصْحَابِنَا : الزَّكَاةُ فِي كُلِّ مَا أَنْبَتَتْ الْأَرْضُ، وَفِي كُلِّ ثَمَرَةٍ، وَفِي الْحَشِيشِ وَغَيْرِ ذَلِكَ، لَا تُحَاشِ شَيْئًا

قَالُوا : فَمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ يَحْتَمِلُ الْكَيْلَ لَمْ تَجِبْ فِيهِ زَكَاةٌ حَتَّى يَبْلُغَ الصِّنْفُ الْوَاحِدُ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَصَاعِدًا، وَمَا كَانَ لَا يَحْتَمِلُ فَفِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الزَّكَاةُ

تیسرا گروہ باوجود تعمیم وجوب (فی کل ماینبتہ آدمی) ہر چیز میں نصاب کی رعایت ضروری سمجھتا ہے ۔ میرے نزدیک اسی گروہ کا قول راجح ہے ۔

وسق کے ساتھ نصاب کے تعیین مکیلات کے ساتھ نصاب کی رعایت کو مخصوص نہیں کرتی عام طور پر حجاز ویمن میں عشرے چیزیں مکیلات میں سے تھیں اس لئے وسق کے ساتھ نصاب کی تحدید کی گئی و نیز ان اشیاء میں کیل کے ساتھ لین دین اور خرید وفروخت کا عرف ودستور تھا اس لئے کیل کا لحاظ کیا گیا۔ اب یہی اشیاء اکثر جگہ وزن کرکے خریدی اور فروخت کی جاتی ہیں اور موزونات میں شمار کی جاتی ہیں لیکن بایں کہ ان میں نصاب کا لحاظ ضرور کیا جاتا ہے۔ اسی طرح تمام عشری پیداوار میں نصاب معتبر ہوگا۔ احادیث ذیل تمام مزروعات میں اعتبار پر دلیل ہیں۔

دلائل مذہب راجح :

1 : روي الدارقطنی عن محمد بن مسلم الطائفی عن عمرو بن دینار عن جابر بن عبداللہ وابی سعید الخدری قالا : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لاصدقۃ فی الزرع والافی الکرم ولافی النخل الااذابلغ خمسۃاوسق سنن الدارقطنی 2/94 واخرجہ البیہقی ایضا 4/128)

2 : وروی ایضا 2/98 عن یزید بن سنان عن زید بن ابی انیسہ عن ابی الزبیر عن جابر قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : لازکوۃ فی شئی من الحرث حتی یبلغ خمسہ اوساق الحدیث ویزید بن سنان ضعفہ ابن معین واحمد وابن الدینی وقال البخاری : مقارب الحدیث

3 : وروي ایضا عن ابی سعید الخدری مرفوعا : لاتوخذ الصدقۃ من الحرث حتی یبلغ حصادہ خمسۃاوسق

4 : وعند مسلم فی روایۃ : لیس فیمادون خمسہ اوساق من ثمر ولاحب صدقہ

پس گنے میں نصاب معتبر ہوگا اور جب تک کہ اس کی پیداوار نصاب کے برابر نہ ہو عشر یا نصف عشر لازم نہ ہوگا۔

تیسرا امر : یہ کہ گنے میں کس لحاظ اور اعتبار سے نصاب معتبر ہے ؟ سو معلوم ہو کہ میرے نزدیک نصاب گڑیا راب کے اعتبار سے معین کیا جانا راجح ہے۔

1۔ نفس گنے میں وزن کے اعتبار سے نصاب کا لحاظ کیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ : کسی کے ہاں بائیس من انگریزی من سے گنا پیدا ہوا تو اس پر عشر یا نصف فرض ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں فقراء ومساکین ودیگر اصحاب مصارف کی رعایت تو ہوگی لیکن رب المال پر تغلیظ اور تشدید ہوگی جس کی کوئی نظیر شریعت میں نہیں ملتی۔

2۔ اس میں شک نہیں کہ راب پیمانہ سے خرید وفروخت کیا جاسکتا ہے بلکہ بعض مقامات میں ناپ کر خریدا اور بیچا جاتا ہے اس طرح وہ مکیلات سے ہوجاتا ہے پس راب کے ذریعہ نصاب بنانے میں لوگوں کے قول رعایت ہوجاتی ہے جو عشر مکیلات میں مانتے ہیں۔

3۔ و نیز حدیث کے لفظ : خمسۃ اوسق کر رعایت بھی ہوتی ہے جو مکیلات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

4۔ گنا بظاہر رطب وعنب کی طرح ہے یعنی : رطب وعنب جس طرح قابل انتفاع ہیں اور ان کی بیع وشراء ہوتی ہے اسی طرح گنا بھی قابل انتفاع ہے اور اس کی بیع وشراء ہوتی ہے۔ بایں ہمہ نصاب میں تمر اور زبیب کا لحاظ ہوتا ہے یعنی : نصاب میں ان کی حالت کی رعایت کی جائے گی جب وہ قابل ادخار اور لائق انتفاع بمنفعت ومقصود ہوجاتے ہیں اور جب تکر تمر یا زبیب پانچ وسق نہ ہو زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔ اس طرح گنا میں تعیین نصاب کے لئے اس کی قیمت کی کیفیت کا لحاظ کرنا مناسب ہے جب وہ قابل انتفاع بمنفعت مقصود ہوجائے اور وہ بدرجہ ادنی گڑ یا راب یا بدرجہ اعلی شکر ہے۔

ماا خرجنا من الارض رطب ہے تمریۃ اور زبیبۃ بعد طاری ہوتی ہے اس طرح ما اخرجنا من الارض گنا ہے اور قندیت وسکریت بعد حادث ہوتی ہے نام اور شکل کا فرق موثر نہیں ہوگا۔

میرے نزدیک دھان میں اس کا عشر واجب ہوگا جب کسی کے یہاں اتنی مقدار میں پیدا ہو کہ اس کی قلیل مقدار بقدر پانچ وسق کے ہو یعنی : اگر دھان پانچ وسق سے کم پیدا ہوا ہے تو

عشر لازم نہیں ہوگا اور شارع نے کچے غلہ اور دانے میں نصاب کا اعتبار کیا ہے۔ اس لئے پکے ہوئے بھارت یا پسے ہوئے چنے میں نصاب رعایت کرنے کا اعتراض لغو اور مبنی بر عناد ہے۔

میرے نزدیک انار وغیرہ تمام فواکہ میں رعایت نصاب عشر لازم ہے کما حققتہ کھر میں زکوۃ نہیں ہے کہ کلو من ثمرہ وآتو حقہ یوم حصادہ کے تحت میں نہیں آتا۔ و نیز ارشاد ہے : الناس شرکاء فی الثلاث (الحدیث)

حاصل کلام یہ ہے کہ گنے میں نصاب کی نوعیت کی تعیین اجتہادی امر ہے۔ میرے نزدیک ارجح یہ ہے کہ گڑ یا راب میں نصاب کا لحاظ کیا جائے اور اگر معترض کے نزدیک نفس گنے میں وزن کے لحاظ سے نصاب کا اعتبار اولی ہے تو معترض کو اختیار ہے کہ اجتہاد کے موافق فتوی دے گنے میں عشر واجب تسلم کر لینے کے بعد نصاب کی تعیین کا مسئلہ زیادہ اہم نہیں رہ جاتا گنے میں نصاب کی نوعیت معین کرنے میں اشیاء منصوصہ اربعہ میں کسی منصوص کی قیمت کا لحاز کرنا مرجوح ہے کہ قیمتیں گھٹتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ان دنوں جہاں جو کنٹرول اور راشن نہیں ہے۔ جو گیہوں سے گراں تر فروخت ہوتا ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری]

جلد نمبر 2۔ کتاب الزکاۃ

صفحہ نمبر 84

محدث فتویٰ